HABIBIA ISLAMICUS
(The International Journal of Arabic & Islamic Research)
Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: http://habibiaislamicus.com
Approved by HEC in Y Category
Indexing: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER: HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,**
Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

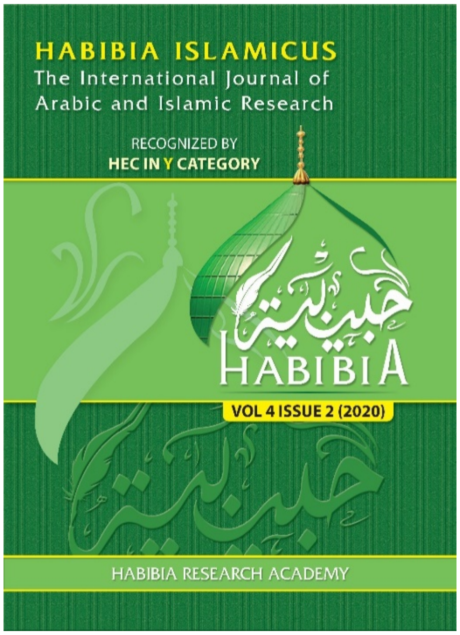

TOPIC:

AN ANALYTICAL STUDY OF ISLAMIC TEACHINGS ON SHADY TREES

اشجار سایہ دار سے متعلق اسلامی تعلیمات کا تجزیاتی مطالعہ

AUTHORS:

1. *Dr. Farzana Iqbal, Head of Department of Uloom e Islamia, The Government Sadiq collage, women university, Bahawalpur. Email: farzana.iqbal@gscwu.edu.pk , Orcid ID: https://orcid.org/0000-0002-6958-6391*
2. *Dr. Muhammad Imran, Assistant Professor, Dept. of Uloom e Islamia, The Islamia University of Bahawalpur. Email: muhammadimranpak3@iub.edu.pk , Orcid ID: https://orcid.org/0000-0003-3976-6567*

HOW TO CITE: *Dr. Farzana Iqbal, and Dr. Muhammad Imran. 2020. "AN ANALYTICAL STUDY OF ISLAMIC TEACHINGS ON SHADY TREES:* اشجار سایہ دارسے متعلق اسلامی تعلیمات کا تجزیاتی مطالعہ*". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 4 (2):123-32. https://doi.org/10.47720/hi.2020.0402u10.*
URL: http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/143

Vol. 4, No.2 || July –December 2020 || P. 123-132
Published online: 2020-12-14

QR. Code

AN ANALYTICAL STUDY OF ISLAMIC TEACHINGS ON SHADY TREES

اشجار سایہ دار سے متعلق اسلامی تعلیمات کا تجزیاتی مطالعہ

Farzana Iqbal   *Muhammad Imran*

ABSTARCT

We are all aware of environmental benefits of trees. They provide shelter and food for animals, purify the air of pollution and regulate the temperature.Trees play a critical role in the quality of human life as well as the environmental well-being of our communities. Quran also has numerous passages that describe the lush gardens and trees. Allah created trees, plants and fruits not only for their known vital benefits as food, they are also a source of delight to eyes.During battle , Muslims are required to avoid cutting down trees.Hadith from Prophet Muhammad that relate the importance of trees and plants in islam.Islam Not only hands over the list of do's and don'ts but also convince mankind with wisdom.Even a man of ordinary prudence can understand easily from Hadith that Hazrat Muhammad ﷺnot only instructed us to plant trees but also the most significant aspect. He gave us vision to save the environment 14 centuries ago. He has connected the plantation with social responsibility and piousness. Trees can control the temperature cool the environment absorb carbon dioxide and clean the air act as natural air conditioner, control noise, prevent soil erosion etc. Such key environmental benefits are also proven by science. Holy Prophet Muhammad ﷺgave us vision so if we conduct according to that vision, environment problems can be controlled easily.

KEYWORDS: *Study of shady trees, Islamic teaching of Shady trees, pollution and shady trees.*

شجر کاری لغوی معنی و مفہوم: شجر کاری کا مفہوم صرف برسات میں درخت لگانا ہی نہیں بلکہ درخت اگانا بھی ہے۔اس لیے اشجار کی دیکھ بھال ان کی کاشت جتنی ہی اہم ہو جاتی ہے۔

ضرورت و اہمیت: انسان روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا نائب / خلیفہ ہے اس لیے تمام وسائل حیات اور مفادِ عامہ کی حفاظت کرنا اور ممکنہ خطرات اور اندیشوں کو دور کرنا انسان کا فرضِ منصبی ہے۔انسان کی آسائش کا سامان زمین میں ہے اور اسی میں انسان نے واپس جانا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ[1] اور تمہارے لیے زمین میں ایک وقت تک ایک ٹھکانا اور کچھ (زندگی کا) سامان ہے۔

اسی لیے زمین کو سرسبز و شاداب رکھنا اور اس کے وسائل کو مستحکم کرنا انسانی فرائض میں شامل ہے۔زمین کو شاداب رکھنے میں ہرے بھرے درختوں اور پیڑ پودوں کا بنیادی کردار ہے، اسی لیے متعدد روایات میں پیڑ پودے لگانے کی ترغیب دی گئی ہے۔شجر کاری کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر قیامت قائم ہو رہی ہو اور کسی کو شجر کاری کا موقع ملے تو وہ موقع ضائع نہ کیا جائے۔**عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَفِي يَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيلَةٌ، فَإِنِ**

اسْتَطَاعَ أَنْ لَا تَقُومَ حَتَّى يَغْرِسَهَا فَلْيَغْرِسْهَا[2](اگر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے کہ قیامت بالکل قریب ہو اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا چھوٹا پودہ ہو، اگر وہ قیامت کے قائم ہونے سے پہلے اسے گاڑھ سکتا ہو تو اسے گاڑھ دینا چاہئے)

کسی بھی ملک کے 25 فیصد رقبے پر جنگلات کا ہونا ضروری ہے لیکن پاکستان جسے دنیا میں ایک زرعی ملک کی حیثیت سے جانا جاتا ہے میں صرف 4 فیصد رقبے پر جنگلات پائے جاتے ہیں۔ جو کہ انتہائی خطرناک صورتحال ہے۔ درخت آکسیجن کی فراہمی کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔ درخت کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کرکے ماحول کو صاف اور صحت افزاء بنادیتے ہیں درختوں ہی سے سایہ، پھل، ہریالی اور لکڑی فراہم کرتے ہیں۔ درخت نہ صرف ہمیں آکسیجن فراہم کرتے ہیں بلکہ فضا کو صاف کرتے ہیں اور ماحولیاتی آلودگی کو کنٹرول کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ عصرِ حاضر کے مصنوعی ماحول شجرکاری وقت کی اہم ضرورت ہے۔ درختوں کی کمی کی وجہ سے ہمارے ہاں گرمی کی شدت اور دورانیے میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور اس کے علاوہ ماحولیاتی آلودگی کی شرح خطرناک حد تک بڑھ گئی لینڈ سلائڈنگ عام ہے اور اس کی ایک وجہ درختوں کے نہ ہونے یا کم ہونے کے علاوہ موسمی تبدیلی ہے۔ موجودہ دور میں فضائی آلودگی میں اضافہ کی ایک اہم وجہ درختوں کی کٹائی اور جنگلات کا خاتمہ ہے، بڑھتی آبادی کے پیش نظر جنگلات کا صفایا ہوتا جارہا ہے، دیہی آبادی شہروں کا رخ کررہی ہے، اور جنگلی علاقے انسانی آبادی کے سبب ختم ہوتے جارہے ہیں۔ اسلام میں جہاں درختوں کی کٹائی سے منع کیا گیا وہیں شجرکاری کی بھی تلقین کی گئی اور شجرکاری کرنے والوں سے جانور وغیرہ کھاجانے کی صورت میں اجرعظیم کا وعدہ کیا گیا۔ اسلام اور اس کی پاکیزہ تعلیمات دین ودنیا کی کامیابی کی ضامن ہیں، اسلامی تعلیمات پر عمل انسان کو دونوں جہانوں کا سکون عطا کرتا ہے، اسلام صفائی ستھرائی اور نظافت پر زور دیتا ہے، تاکہ نجاست اور گندگی کے سبب ماحول آلودہ ہونے سے محفوظ رہے، اور آب وہوا متاثر نہ ہو، آلودگی چاہے فضائی ہو یا صوتی، صحت انسانی کے لئے انتہائی مضر ہے، ماحولیاتی آلودگی سے تحفظ کا ایک ذریعہ شجرکاری ہے، نبی کریم ﷺ کا ایک ارشاد کس قدر چونکا دینے والا ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ اگر قیامت برپا ہورہی ہو اور تمہیں پودا لگانے کی نیکی کا موقع مل جائے تو فوری اس نیکی میں شامل ہو جاؤ، اس ارشاد کا مقصود اگرچہ نیکی کے مواقع کو غنیمت جاننے کی تاکید ہے لیکن بے شمار نیکیوں میں سے آپ نے پودا لگانے کا انتخاب کرکے شجرکاری کی افادیت کو اجاگر فرمایا۔

قرآن کریم اور شجرکاری: قرآن وحدیث کی تعلیمات نے شجرکاری اور کاشتکاری کو دین ودنیا کا سب سے اہم ترین اور منافع بخش کام بنادیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ

وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ[3] (ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، ایک دانے کی مثال کی طرح ہے جس نے سات خوشے اگائے، ہر خوشے میں سو دانے ہیں اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے اور اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔)

درخت نہ صرف انسانوں بلکہ چوپاؤں اور حشرات کی بھی ضرورت ہیں اسی لیے اللہ تعالی نے سورۃ النحل میں فرمایا: وَأَوْحَى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ[4] (اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ کچھ پہاڑوں میں سے گھر بنا اور کچھ درختوں میں سے اور کچھ اس میں سے جو لوگ چھپر بناتے ہیں) اللہ تعالیٰ درختوں کا ذکر آگ کے حوالے سے کیا ہے: الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ[5] (وہ جس نے تمہارے لیے سبز درخت سے آگ پیدا کر دی پھر یکایک تم اس سے آگ جلا لیتے ہو۔) سورۃ بقرۃ میں اللہ تعالیٰ نے زمین میں فساد پھیلانے اور نسل اور کھیتی کو برباد کرنے سے متعلق فرمایا: وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ[6] (اور جب واپس جاتا ہے تو زمین میں دوڑ دھوپ کرتا ہے، تاکہ اس میں فساد پھیلائے اور کھیتی اور نسل کو برباد کرے اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔) سرسبز و شاداب باغیچے کا تصوّر ہی دل و دماغ کو یادِ الٰہی کی ٹھنڈک کا احساس عطاء کرتا ہے۔ اس لیے باغبانی کو مفید مشغلہ قرار دیا جاتا ہے۔ زمین پہ بھی گھاس کی سبز چادر، اس پہ لگے پودوں اور ان کی ٹہنیوں پہ براجمان مختلف رنگ کے پھول ہوا کی جنبش سے جب جھومتے ہیں تو کائنات رنگین لگتی ہے، اللہ نے فرمایا:

وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ[7] (بوٹے اور درخت سجدہ کر رہے ہیں) آیت میں ''اَلنَّجْمُ'' کے معنٰی بوٹے اور ستارے دونوں ہیں۔

ماحولیاتی آلودگی سے تحفظ اور انسان کی صاف شفاف ہوا فراہم کرنے والے من جملہ ذرائع میں ایک اہم ذریعہ درخت اور درختوں سے بھرے گھنے جنگلات ہیں، قرآن مجید میں درختوں اور نباتات کے نظام کو اللہ نے اپنی رحمت قرار دیا ہے، چنانچہ ایک جگہ آسمان سے برسائے جانے والا پانی اور اس کے فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا: هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ[8] (وہی ہے جس نے آسمان سے کچھ پانی اتارا، تمھارے لیے اسی سے پینا ہے اور اسی سے پودے ہیں جن میں تم چراتے ہو۔ وہ تمھارے لیے اس کے ساتھ کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بڑی نشانی ہے جو غور و فکر کرتے ہیں۔) آیاتِ بالا میں درختوں کے فوائد ذکر کئے گئے کہ ان سے جانوروں کو غذا حاصل ہوتی ہے اور ان کے پھلوں اور غلہ سے انسان

بھی اپنی غذائی ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں، ایک جگہ شہد کی مکھیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا کہ وہ مختلف درختوں اور پودوں سے رس چوس کر شہد جیسی نعمت کے وجود میں آنے کا ذریعہ بنتی ہیں، ارشاد ربانی ہے: وَأَوْحَى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ[9] (اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ کچھ پہاڑوں میں سے گھر بنا اور کچھ درختوں میں سے اور کچھ اس میں سے جو لوگ چھپر بناتے ہیں۔) نیز اللہ تعالیٰ درختوں اور دیگر اشیاء کے سایہ کا تذکرہ بطور احسان کے کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِمَّا خَلَقَ ظِلَالًا[10] (اور اللہ نے تمھارے لیے ان چیزوں سے جو اس نے پیدا کیں، سائے بنا دیے)

ایک مقام پر زیتون کے درخت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِلْآكِلِينَ[11] (اور وہ درخت بھی جو طور سینا سے نکلتا ہے، تیل لے کر اگتا ہے اور کھانے والوں کے لیے سالن بھی۔) اللہ تعالیٰ نے زیتون کے درخت کو مبارک درخت قرار دیا گیا، ارشاد ہے: يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ[12] (اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنی) زیتون کہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف۔)

درختوں اور پودوں سے جہاں پھل فراہم ہوتے ہیں غلہ اور اناج حاصل ہوتا ہے، شدید دھوپ میں راہ گیروں کے لئے سایہ کا انتظام ہوتا ہے، پکوان کے لئے ایندھن اور فرنیچر کے لئے لکڑی فراہم ہوتی ہے وہیں درخت بھرے جنگلات اور آبادیوں میں موجود سرسبز و شاداب درخت ماحولیاتی کثافت کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں اور صاف و شفاف ہوا فراہم کرتے ہیں، اسی لئے اسلام میں ایک طرف درختوں کی کٹائی سے منع کیا گیا اور دوسری جانب شجر کاری کی ترغیب دی گئی، چنانچہ ایسے منافق جو دنیا میں فساد مچاتے ہیں اور کھیتی اور نسل انسانی کو تباہ کرتے ہیں ان کی مذمت کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ[13] (اور جب واپس جاتا ہے تو زمین میں دوڑ دھوپ کرتا ہے، تاکہ اس میں فساد پھیلائے اور کھیتی اور نسل کو برباد کرے، اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔) گویا کھیتی اور پودوں کو برباد کرنا منافقوں کا شیوہ ہے، مومن اس کا ارتکاب نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ نے درختوں کو زمین کی زینت قرار دیا ہے، پھر کیوں کر ان کے ناحق کاٹنے کی اجازت ہو سکتی ہے۔ درختوں کی کٹائی کی ممانعت کیوں نہ ہو، جب کہ درختوں اور پودوں کا نظام آسمان سے پانی برسنے کا سبب بنتا ہے، درختوں سے کائنات کا قدرتی حسن دوبالا ہوتا ہے، درخت جانداروں کو آکسیجن فراہم کرتے ہیں، درختوں سے ہواؤں کی رفتار میں اعتدال پیدا ہوتا ہے، نیز ان سے درجۂ حرارت میں تخفیف ہوتی ہے، وہ فضائی آلودگی کا سبب بننے والے ہر طرح کے جراثیم کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں۔ عرب میں بالعموم ببول یا بیری کے درخت ہوا کرتے تھے۔

شجر کاری حدیث کی روشنی میں: احادیث نبویہ ﷺ میں شجر کاری کے حوالے سے صریح ہدایات موجود ہیں۔ ایک روایت میں شجر کاری کو صدقہ قرار دیتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ»[14] (انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرند یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔) اس حدیث سے شجر کاری کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے، نیز یہ پتہ چلتاہے کہ شجر کاری میں کافی خیر ہے، اور دین و دنیا کے لئے بے شمار فوائد ہیں، ایک موقع پر آپ نے شجر کاری کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَفِي يَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيلَةٌ، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا تَقُومَ حَتَّى يَغْرِسَهَا فَلْيَغْرِسْهَا»[15] (اگر ایسی صورتِ حال پیدا ہو جائے کہ قیامت بالکل قریب ہو اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا چھوٹا پودا ہو اگر وہ قیامت کے قریب ہونے سے پہلے اسے گاڑھ سکتا ہو تو اسے گاڑھ دینا چاہیے۔) آپ ﷺ نے درختوں کو بلاضرورت کاٹنے سے یا برباد کرنے سے سختی سے منع کیاہے۔ حدیث نبوی میں ہے:عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُبْشِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً صَوَّبَ اللَّهُ رَأْسَهُ فِي النَّارِ» سُئِلَ أَبُو دَاوُدَ عَنْ مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: «هَذَا الْحَدِيثُ مُخْتَصَرٌ، يَعْنِي مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً فِي فَلَاةٍ يَسْتَظِلُّ بِهَا ابْنُ السَّبِيلِ، وَالْبَهَائِمُ عَبَثًا، وَظُلْمًا بِغَيْرِ حَقٍّ يَكُونُ لَهُ فِيهَا صَوَّبَ اللَّهُ رَأْسَهُ فِي النَّارِ»[16] (عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :جو شخص بلاضرورت بیری کا درخت کاٹے گا اللہ اسے سر کے بل جہنم میں گرادے گا"۔ ابو داؤد سے اس حدیث کا معنی و مفہوم پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ: یہ حدیث مختصر ہے، پوری حدیث اس طرح ہے کہ کوئی بیری کا درخت چٹیل میدان میں ہو جس کے نیچے آکر مسافر اور جانور سایہ حاصل کرتے ہوں اور کوئی شخص آکر بلا سبب بلاضرورت ناحق کاٹ دے تو مسافروں اور چوپایوں کو تکلیف پہنچانے کے باعث وہ مستحق عذاب ہے اللہ ایسے شخص کو سر کے بل جہنم میں جھونک دے گا۔) حضرت محمد ﷺ کاشت کاری، باغبانی، شجر کاری اور سبزہ زاری میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے ، بارش کے لیے دعا مانگتے تو علاقے کے سبزہ زاروں کا ذکر اللہ کی بارگاہ میں ضرور کرتے تھے آپ ﷺ کا یہ نظریہ تھا نیکی کی برکات میں سے ایک یہ ہے کہ نیک آدمی کی وجہ سے بارشوں کا نزول ہوتا ہے دنیا اس کی وجہ سے سرسبز و شاداب رہتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ الأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَيْهِ بِجِنَازَةٍ، فَقَالَ: «مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا المُسْتَرِيحُ وَالمُسْتَرَاحُ مِنْهُ؟ قَالَ: العَبْدُ المُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ، وَالعَبْدُ الفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ العِبَادُ وَالبِلاَدُ، وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ[17] (امام مالک نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو حلحلہ نے، ان سے سعد بن کعب بن مالک نے، ان سے ابو قتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ نے، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے قریب سے لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ » مستریح « یا » مستراح « ہے یعنی اسے آرام مل گیا، یا اس سے آرام مل گیا۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ " !المستریح او المستراح منہ " کا کیا مطلب ہے ؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن بندہ دنیا کی مشقتوں اور تکلیفوں سے اللہ کی رحمت میں نجات پا جاتا ہے وہ » مستریح « ہے اور » مستراح « منہ وہ ہے کہ فاجر بندہ سے اللہ کے بندے، شہر، درخت اور چوپائے سب آرام پا جاتے ہیں۔)إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ حِمَى إِلَّا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَقَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَى النَّقِيعَ، وَأَنَّ عُمَرَ حَمَى السَّرَفَ وَالرَّبَذَةَ[18] (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، چراگاہ اللہ اور اس کا رسول ہی محفوظ کر سکتا ہے۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ ہم تک یہ بھی پہنچا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نقیع میں چراگاہ بنوائی تھی اور عمر رضی اللہ عنہ نے سرف اور ربذہ کو چراگاہ بنایا۔)بلاشبہ یہ دونوں چراگاہیں اور ہرے میدان میلوں پہ محیط تھے۔اس باب کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ نے حدیث نقل کی کہ کوئی شخص رسی لے اور لکڑیاں جمع کر کے لائے اور بیچے (یہ کام اور مزدوری)اس سے کہیں بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور لوگ اسے دیں یا نہ دیں عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبُلًا، فَيَأْخُذَ حُزْمَةً مِنْ حَطَبٍ، فَيَبِيعَ، فَيَكُفَّ اللَّهُ بِهِ وَجْهَهُ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ، أُعْطِيَ أَمْ مُنِعَ[19] (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص رسی لے کر لکڑیوں کا گھٹالائے، پھر اسے بیچے اور اس طرح اللہ تعالیٰ اس کی آبرو محفوظ رکھے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور)بھیک (اسے دی جائے یا نہ دی جائے۔اس کی بھی کوئی امید نہ ہو۔)

ان روایات سے یہ سمجھنا بہت آسان ہے کہ اسلامی ممالک میں شجر کاری اور سبزہ زاری کا باقاعدہ اتنا اہتمام ہونا چاہیے جو لکڑیوں کو کاٹ کر دروازوں، فرنیچر اور ایندھن کی ضرورت کو بھی پورا کر سکے اور جانوروں کی خوراک کے کام بھی آئے ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ

سرکار کی ذمہ داری ہے کہ وہ عام انسانوں کے فائدے میں شجرکاری وسبز ہ اکری کا اہتمام کرے اور کسی شخص کو اجازت نہیں ہے کہ وہ بغیر اجازت ایک پودے کو بھی نقصاسن پہنچائے۔

شجرکاری اور سیرتِ نبوی: یہ حقیقت ہے کہ سبزے، پرندوں اور جانوروں کے بغیر انسانی آبادی اور زمین وآسمان کی درمیانی فضا حُسن آفرینی سے محروم رہتی ہے، مدینۃ الرّسول ﷺ نہ پرندوں سے خالی تھا اور نہ سبزے اور پالتو جانوروں سے محروم تھا۔ سیّدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مدینہ طیّبہ منوّرہ کے باغوں میں تشریف لے جاتے اور گھنٹوں وہاں رہتے۔ ان نخلستان کے گھنے سیالوں سے لطف اندوز ہوتے، اللہ کی حُسن کاری کا نظارہ کرتے اور اللہ کی یاد سے اس قطعہ ء ارضی کو گل وگلزار بناتے، وہاں موجود پرندوں کی چہچہاہٹ اور تسبیح خوانی سے محظوظ ہوتے تھے۔ حضرت نبی محترم علیہ السّلام کو اللہ نے یہ صلاحیت بخشی تھی کہ آپ ﷺ پرندوں کی بولیوں اور ان کی اس نغمہ خوانی اور توحیدی جملوں کو سمجھ لیتے تھے جو وہ للہ کی تسبیح وتقدس میں کہتے ہیں۔[20] عرب کی آبادی دو حصوں میں منقسم تھی بدوی اور حضری۔ حضری عرب تھے اور بدوی وہ تھے جو بدویانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ یعنی جو دیہاتوں اور جنگلوں میں آباد تھے۔ انصار چونکہ نبطی الاصل تھے۔ انصار نے جہاں جہاں سکونت اختیار کی وہ عام طور پر پُر فضا اور زرخیز مقامات تھے مدینہ آکر بھی انصار کاشتکاری کرتے تھے جو تقریباً شمالی عرب کی تمام آبدی کا واحد ذریعہ معاش تھا۔ حضرت رافع بن خدیج انصاری کہتے ہیں کہ ہم مدینہ میں سب سے بڑے کاشتکار تھے۔ زراعت کی کثرت اور پیداوار کیصلاحیت کی وجہ سے مدینہ کے چاروں طرف جھنڈ کے جھنڈ سینکڑوں کھجور کے درخت نظر آتے تھے۔ انصار چونکہ بدوی اور وحشی نہ تھے بلکہ ان میں کسی قدر تمدن پایا جاتا تھا انصار جب تک یہود کے زیر اثر رہے انکو باقاعدہ خراج ادا کرتے رہے اور جب خود مالک ہوئے تو ہر خاندان کے حصے میں زمین آئی۔ جن کے پاس زمین کم تھی وہ بڑے زمینداروں سے زمین بونے کے لیے کھیت لیتے تھے۔ اس زمانے میں سکہ نہ تھا۔ اس لیے کاشتکار کو زمین دیتے وقت یہ بتادیا جاتا کہ کھیت کا اتنا حصہ تمہارا اور اتنا میرا ہے۔ مدینہ کی پیداوار میں کھجور سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کھجور اس مقدار میں ہوتی کہ اس کی نظیر نہیں ملتی کہا جاتا ہے کہ مدینے میں کھجور کی 120 قسمیں پیدا ہوتی تھیں۔[21] سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الأَنْصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ المَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ[22] (سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے انصاریوں

میں کھجور کے باغات کے اعتبار سے سب سے زیادہ مالدار تھے اور انہیں اپنے مالوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ بیرحا نامی باغ تھا، یہ مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے جاتے اور باغ میں موجود خوش گوار پانی پیتے تھے۔)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت جنگ میں بھی قطع شجر کو ممنوع قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ لشکر کی روانگی کے وقت دیگر ہدایات کے ساتھ ایک ہدایت بھی فرماتے کہ کھیتی کو نہ جلانا اور کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا۔ فتح مکہ کے موقع پر بھی نبی کریم ﷺ نے یہی نصیحت فرمائی:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ الفَتْحِ فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ، فَهِيَ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ، لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلاَ تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي، وَلَمْ تَحْلِلْ لِي قَطُّ إِلَّا سَاعَةً مِنَ الدَّهْرِ، لاَ يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلاَ يُعْضَدُ شَوْكُهَا، وَلاَ يُخْتَلَى خَلاَهَا، وَلاَ تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ». فَقَالَ العَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ المُطَّلِبِ: إِلَّا الإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَإِنَّهُ لاَ بُدَّ مِنْهُ لِلْقَيْنِ وَالبُيُوتِ، فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ: «إِلَّا الإِذْخِرَ فَإِنَّهُ حَلاَلٌ» وَعَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الكَرِيمِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، بِمِثْلِ هَذَا أَوْ نَحْوِ هَذَا، رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[23]

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن خطبہ سنانے کھڑے ہوئے اور فرمایا ”جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا تھا، اسی دن اس نے مکہ کو حرمت والا شہر قرار دے دیا تھا۔ پس یہ شہر اللہ کے حکم کے مطابق قیامت تک کے لیے حرمت والا رہے گا۔ جو مجھ سے پہلے کبھی کسی کے لیے حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہو گا اور میرے لیے بھی صرف ایک گھڑی کے لیے حلال ہوا تھا۔ یہاں حدود حرم میں شکار کے قابل جانور نہ چھیڑے جائیں۔ یہاں کے کانٹے دار درخت نہ کاٹے جائیں نہ یہاں کی گھاس اکھاڑی جائے اور یہاں پر گری پڑی چیز اس شخص کے سوا جو اعلان کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور کسی کے لیے اٹھانی جائز نہیں۔“ اس پر عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ نے کہا: یارسول اللہ! اذخر (گھاس) کی اجازت دے دیجئیے کیونکہ سناروں کے لیے اور مکانات (کی تعمیر وغیرہ) کے لیے یہ ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے پھر فرمایا ”اذخر اس حکم سے الگ ہے اس کا کاٹنا حلال ہے۔“ دوسری روایت ابن جریج سے اسی سند سے ایسی ہی ہے انہوں نے عبدالکریم بن مالک سے، انہوں نے ابن عباس سے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے ایسے ہی روایت کی ہے۔) داعی اسلام نبی کریم ﷺ کا بچپن گلہ بانی، اور تمام عمر دین اسلام کی اشاعت کے علاوہ وادی جراف کیزراعت میں گزری۔ بعثتِ نبوی سے قبل زراعت کا غلاموں کا وظیفہ سمجھا جاتا تھا حضور ﷺ نے غریب کاشتکاروں کی جانکاہ محنت اور زمین داری کے حقوق و فرائض کو پیش نظر رکھ کر مدنی دور میں نظام زراعت میں مروج مظالم کو ختم کیا اور منصفانہ زرعی نظام کا آغاز

ہوا۔ حضور اکرم ﷺ کی وادی جرف میں کاشتکاری نے اس پیشہ کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے اور یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ قرآن وحدیث کی تعلیمات نے شجر کاری اور کاشتکاری کے پیشہ کو دین و دنیا کا سب سے اہم اور منافع بخش اور باوقار کام بنایا۔

اصلاح قوانین مزارعت: عہدِ نبوی ﷺ سے قبل عرب میں مزاعت کی کچھ صورتیں رائج تھیں۔ مزارعت کرتے وقت زمین کے کسی حصہ کی پیداوار کو متعین کر دیا کرتے تھے کہ اس حصہ سے جو پیداوار ہو گی وہ صاحبِ زمین کو ملے گی اور بقیہ حصے کی پیداوار کاشتکار کو ملے گی۔ دوسری صورت میں پیداوار کا کچھ حصہ مستثنٰی کر کے بقیہ پر معاملہ کیا جاتا جو کچھ پیداوار ہو اس میں سے دو من نکال کر بقیہ پیداوار میں صاحب امین اور کاشتکار دونوں شریک ہونگے۔ تیسری صورت یہ تھی کہ باہمی طور پر یہ طے کر لیا جاتا کہ نہر اور نالیوں کے پاس پیداوار صرف صاحبِ زمین کی ہو گی اور بقیہ پیداوار سے کاشتکار کو حصہ ملتا۔ چوتھی صورت یہ تھی کہ مالک زمین اور آلاتِ زراعت مہیا کرتا اور اور مزارع صرف محنت کرتا جس کے بعد پیداوار میں سے مالک کو دو تہائی اور مزارع کو ایک تہائی ملتی اور کاشتکار محنت کے ساتھ ساتھ زرعی آلات اپنی طعرف سے مہیا کرتا تو پھر پیداوار آدھی آدھی تقسیم ہوتی۔ مزارت کی ایک قسم یہ بھی تھی کہ بعض لوگ اپنی ذاتی مجبوری کی وجہ سے جب خود کاشت نہ کر سکتے تو وہ زمین کو بٹائی پر یا کرائی پر یعنی زمین کا کچھ معاوضہ لے کر کاشت کرنے کی اجازت دے دیتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ، فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ، فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ»[24] (جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صحابہ تہائی، چوتھائی یا نصف پر بٹائی کا معاملہ کیا کرتے تھے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہو تو اسے خود بوئے ورنہ دوسروں کو بخش دے۔ اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو اسے یوں ہی خالی چھوڑ دے۔) نبی اکرم ﷺ کے عہد میں اہلِ خیبر کے ساتھ معاملہ مزارعت ایک مشہور اور متواتر عمل ہے۔ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں یہودیوں کے انخلاء پر ختم ہوا۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انصار نے عرض کیا کہ آپ ﷺ ہمارے نخلستانوں کو ہمارے اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان بانٹ دیں مگر آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر انصار نے مہاجرین سے یہ معاہدہ کیا کہ آپ لوگ ہماری طرف سے ان نخلستانوں میں کام کریں اور ہم آپ کو پھلوں میں شریک کریں گے۔ اس پر مہاجرین بخوشی تیار ہو گئے۔ یہ معاملہ بھی ایک متواتر عمل کی نشاندہی کرتا ہے جو رسول اکرم ﷺ کے سامنے ہوا اور آپ ﷺ کے دور سے اب تک جاری ہے۔ حضور ﷺ نے منصفانہ طور پر مزارعت کی اجازت بخشی۔ حضور ﷺ نے مزارعت کی ان صورتوں سے منع فرمایا جن سے کسی بھی فریق کے ساتھ زیادتی ہو۔

حوالہ جات

[1]- الاعراف(7): 24
[2]- البخاری، محمد بن اسماعیل، (194- 256ھ / 810- 870ء)، الادب المفرد، بیروت، لبنان ، دار البشائر (1409ھ، 1989ء)، رقم الحدیث:479
[3]- البقرہ(2) : 261
[4]- النحل(16): 68
[5]- یسین(36):80
[6]- البقرۃ(2):205
[7]- الرحمٰن(55) :6
[8]- النحل(16):10-11
[9]- النحل(16):68
[10]- النحل(16):81
[11]- المومنون(23):20
[12]- النور(24):35
[13]- البقرہ(2):205
[14]- البخاری، محمد بن اسماعیل، (194- 256ھ / 810- 870ء)، الصحیح، بیروت، لبنان دار القلم،(1401ھ، 1981ء)،رقم الحدیث:2320
[15]- البخاری،الادبالمفرد،رقم الحدیث:479
[16]- ابو داؤد، سلیمان سبحستانی، (202- 275ھ / 817- 889ء)، السنن، بیروت، لبنان ، دار الفکر، (1414ھ ، 1994ء)، رقم الحدیث:5239
[17]- البخاری، الصحیح ،رقم الحدیث:6512
[18]- البخاری، الصحیح ،رقم الحدیث : 2370
[19]- البخاری، الصحیح ،رقم الحدیث: 2373
[20]- البیہقی،امام ابی بکر احمد بن الحسین،دلائل النبوۃ، (مترجم)مولانا محمد اسماعیل الجاروی،(دار الشاعت،اردو بازار کراچی2009)، ج2، ص559
[21]- انصاری ،سعید ، سیر الانصار،(اعظم گڑھ ،1948ء)ج1 ، ص70
[22]- سلسلہ احادیث صحیحہ، رقم الحدیث:913
[23]- البخاری، الصحیح ،رقم الحدیث:4313
[24]- البخاری، الصحیح ،رقم الحدیث:2340

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.